© rasailojaraid.com

اپریل فول
کی تاریخی و شرعی حیثیت

تحریر: ڈاکٹر عاصم عبداللہ القریوتی
ترجمہ:- پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی

ماہ اپریل کی وجہ تسمیہ

اپریل April انگریزی سال کا چوتھا مہینہ ہے۔ اس کے تیس دن ہوتے ہیں۔ یہ لفظ قدیم رومی کیلنڈر کے ایک لاطینی لفظ Aprilis "اپریلیس" سے مشتق ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ دوسرے لاطینی لفظ Aperire سے مشتق ہو۔ وہ لوگ یہ لفظ موسم بہار کے آغاز، پھولوں کے کھلنے اور نئی کونپلیں پھوٹنے کے موسم کیلئے استعمال کرتے تھے۔

فرانس میں سال کی ابتداء جنوری January کی بجائے اپریل April سے ہوتی تھی۔ ۱۵۶۴ء میں فرانس کے حکمران شارل نہم نے اپریل کی بجائے جنوری سے سال شروع کرنے کا حکم دیا۔

اس کی مزید توجیہات بھی ہیں۔ مثلاً یہ کہ موسم بہار کی ابتداء ماہ اپریل سے ہوتی ہے تو رومیوں نے اس مہینے کے پہلے دن کو محبت، خوبصورتی کے خدا، خوشیوں، ہنسی اور خوش قسمتی کی ملکہ (جنہیں وہ "فینوز" کہتے تھے) کے حوالے سے منعقدہ تقریبات کے لئے مخصوص کر دیا۔

روم میں بیوائیں اور دوشیزائیں "فینوز" کے عبادت خانہ میں جمع ہو کر اس کے سامنے اپنے جسمانی اور نفسیاتی عیوب افشاء کر کے اس سے درخواست کیا کرتی تھیں کہ وہ ان کے عیوب کو ان کے خاوندوں کی نظر سے مخفی رکھے اور ان پر ان عیوب کو ظاہر نہ ہونے دے۔ ساکسونی اقوام اس مہینے میں اپنے خداؤں سے دورہٹ کر خوشی کی تقریبات منعقد کیا کرتی تھیں۔ ایسٹر Easter (۲) ان کا ایک قدیم خدا ہے۔ جسے آج کل عیسائیوں کے ہاں عید الفصح کہا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ قدیم زمانہ میں یورپی اقوام کے ہاں ماہ اپریل کو خصوصی اہمیت حاصل رہی ہے۔

اپریل فول کی ابتداء اور اس کی تاریخ

اپریل فول کے بارے میں لوگوں کی آراء مختلف ہیں اور کوئی ایک حتمی رائے معلوم نہیں ہو سکی۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ۲۱ مارچ کو جب دن رات برابر ہوتے ہیں اور موسم بہار کی مناسبت سے تقریبات منعقد ہوتی ہیں۔ جب سے یہ تقریبات شروع ہوئی ہیں اپریل فول کی تاریخ بھی وہیں سے شروع ہوتی ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ یہ رسم بد فرانس میں ۱۵۶۴ء میں نیا کیلنڈر جاری ہونے کے بعد یوں شروع ہوئی کہ جو لوگ نئے کیلنڈر کو تسلیم نہ کرتے اور اس کی مخالفت کرتے تھے انہیں طعن و تشنیع اور لوگوں کے استہزاء کا نشانہ بنایا جاتا اور ان کے ساتھ انتہائی بدسلوکی روا رکھی جاتی۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ رسم بت پرستی کے باقی ماندہ آثار میں سے ہے۔ اس کی تاریخ قدیم بت پرستی کی تقریبات سے ہے۔ اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس رسم کا تعلق موسم بہار کے آغاز میں ایک معین تاریخ سے ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بعض علاقوں میں شکار کا موسم شروع ہونے کے پہلے کے دنوں میں بالعموم بعض دوسرے علاقوں میں شکار ناپید ہوتا ہے۔ یہی چیز یکم اپریل کو منائے جانے والے "فول" Fool کی بنیاد بن گئی۔

اپریل کی مچھلی

انگریز لوگ "اپریل فول" April Fool کو اپریل کی مچھلی (Poission Bav-ril) کہتے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس دن سورج برج حوت سے دوسرے برج میں داخل ہوتا ہے۔ "حوت" "مچھلی" کو کہتے ہیں۔ یا دوسری وجہ یہ ہے کہ لفظ (Pos-

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

sion) باسون سے تحریف شدہ ہے۔ باسون کا معنی "عذاب" اور "Possion" کا معنی مچھلی ہے۔

اس سے اس عذاب اور تکلیف کی طرف اشارہ ہے جو عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو برداشت کرنا پڑا ان کا خیال ہے کہ یہ واقعہ یکم اپریل کو رونما ہوا تھا۔

احمقوں اور پاگلوں کا دن (All Fool Day)

انگریز لوگ اپریل کے دن کو (All Fool Day) یعنی احمقوں اور پاگلوں کا دن کہتے ہیں اس لئے وہ اس دن ایسے ایسے جھوٹ بولتے ہیں جنہیں سننے والا سچ سمجھتا ہے اور پھر وہ اس سے استہزاء کرتے ہیں۔

سب سے پہلے "کاذکر (Drak News Letter) "ڈریک نیوز لیٹر" میں ملتا ہے۔ اخبار مذکور اپنی دو اپریل ۱۶۹۸ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ کچھ لوگوں نے یکم اپریل کو لندن ٹاور میں شیروں کے غسل کا عملی مشاہدہ کرانے کا اعلان کیا۔

یکم اپریل کو یورپ میں ہونے والے مشہور واقعات میں سب سے اہم اور مشہور یہ واقعہ ہے کہ ایک انگریزی اخبار ایفنج سٹار نے ۳۱ مارچ ۱۸۴۶ء کو اعلان کیا کہ کل یکم اپریل کو اسلجنون (شہر کا نام) کے زراعتی فارم میں گدھوں کی نمائش اور میلہ ہوگا۔ لوگ انتہائی شوق سے لپک لپک کر آئے' جمع ہوئے اور نمائش کا انتظار کرنے لگے۔

جب وہ انتظار میں تھک کر چور ہو گئے تو انہوں نے پوچھنا شروع کیا کہ میلہ کب شروع ہوگا؟ مگر انہیں کوئی خاطر خواہ جواب نہ ملا۔ آخر کار انہیں بتایا گیا کہ جو لوگ نمائش دیکھنے میلے میں آئے ہیں' وہ خود ہی ---- ہیں۔

شریعت اسلامیہ میں جھوٹ کی مذمت

جھوٹ ایک کبیرہ گناہ اور انتہائی برا عیب ہے۔ اس لئے یہ بڑی بری بیماری ہے۔ اسے منافقت کی علامت اور نشانی قرار دیا گیا ہے۔ یہ چونکہ ایمان کے منافی ہے (فتح الباری ج۱۰ص ۵۰۸) اس لئے اسے ایمان میں بہت برا عیب قرار دیا گیا ہے۔ جھوٹ بولنا انتہائی مذموم اور قبیح ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے سب سے بری عادت قرار دیتے تھے۔ (مسند احمد ۶/ ۱۵۲)

اہل علم نے بیان کیا ہے کہ ایمان اور جھوٹ دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ایمان کی بنیاد صدق (سچائی) ہے اور نفاق کی بنیاد کذب (جھوٹ) ہے لہذا ان دونوں کا اجتماع محال ہے۔

جھوٹ کی مذمت میں بہت سی احادیث آئی ہیں۔ ان میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ "عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربع من کن فیہ کان منافقا خالصاً ومن کانت فیہ خلۃ منھن کانت فیہ خلۃ من النفاق حتی یدعھا اذا حدث کذب واذا عاھد غدر و اذا وعدا خلف واذا خاصم فجر "(متفق علیہ واللفظ لمسلم' البخاری (۱/ ۸۹ فتح الباری) کتاب الایمان باب علامۃ النفاق و مسلم (۱/ ۷۸) کتاب الایمان باب بیان خصال المنافق)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص میں چار خصلتیں ہوں وہ پکا منافق ہے۔ اور جس کے اندر ان میں سے کوئی ایک خصلت ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔

☆ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

☆ جب کوئی معاہدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے۔

☆ جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔

☆ اور جب کسی سے جھگڑا ہو تو گالیاں دے۔

۲ "عن عبداللہ بن عامر انہ قال دعتنی امی یوما ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاعد فی بیتنا فقالت ھاتعال اعطینک فقال لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وماردت ان تعطیہ؟ قالت اعطیہ تمرا. فقال لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انک لولم تعطہ شیئا کتبت علیک کذبۃ" (رواہ ابوداود (۴/ ۲۲۸) کتاب الادب' باب التشدید فی الکذب واحمد (۳/ ۴۴۷) وانظر سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ (حدیث رقم ۷۴۸)

"عبداللہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرماتے تھے کہ اس اثناء میں میری والدہ نے مجھے بلایا کہ ادھر آؤ میں تمہیں کچھ دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟ اس نے کہا میں اسے کھجور دوں گی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: خبردار! اگر تم اسے کچھ نہ دیتیں تو یہ بات تمہارے حق میں جھوٹ لکھی جاتی''

۳ ''عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ لایکلمھم اللہ یوم القیامۃ ولایزکیھم (قال ابو معاویۃ الراوی ولا ینظر الیھم) ولھم عذاب الیم شیخ زان وملک کذاب وعائل مستکبر''(رواہ مسلم (۲/۱۰۳) کتاب الایمان'باب بیان غلظ تحریم اسبال لازار والعائل المستکبر ای الفقیر المستکبر)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین قسم کے آدمیوں سے بات کرے گا اور نہ انہیں گناہوں سے پاک کریگا (اس حدیث کے راوی ابو معاویہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ اور نہ ان کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھے گا) اوران کیلئے دردناک عذاب ہوگا۔

☆ بوڑھا ہو اور زنا کرتا ہو۔

☆ بادشاہ ہو جو جھوٹ بولتا ہو۔

☆ اور غریب آدمی جو مغرور و متکبر ہو۔

۴ ''عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال دع مایریبک الی مالا یریبک ان الصدق طانیۃ وان الکذب ریبۃ'' (رواہ الترمذی (۴/۲۲۷) کتاب صفۃ القیامۃ باب رقم ۶۰ والنسائی (۸/۳۲۷) کتاب الاشربۃ وغیرھما وانظر صحیح الجامع الصغیر (حدیث ۳۳۷۳)

حضرت حسن بن علیؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مشکوک بات کو ترک کر کے بغیر شک والی بات کو اختیار کرو۔ بیشک سچائی میں اطمینان اور جھوٹ میں بے سکونی اور بے اطمینانی ہے''

۵ ''عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رایت رجلین اتیانی قالاالذی رایتہ یشق شدقہ فکذاب یکذب بالکذبۃ تحمل عنہ حتی تبلغ الافاق فیصنع بہ الی یوم القیامۃ''(رواہ البخاری (۱۰/۵۰۷ فتح الباری) کتاب الادب'باب قول اللہ تعالیٰ (یا ایھا الذین امنوا اتقو اللہ وکونوا مع الصا دقین) والشدق جانب الفم مما تحت الخد)

حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:'' میں نے خواب میں دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے۔ انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے جو یہ منظر دیکھا کہ ایک شخص کی باچھ کو چیرا جا رہا تھا' وہ جھوٹا شخص تھا۔ وہ ایسا جھوٹ بولتا کہ دور دور تک جا پہنچتا۔ اس جرم کی پاداش میں اس کے ساتھ یہ سلوک قیامت تک ہوتا رہے گا''

۶۔ عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالصدق فان الصدق یھدی الی الجنۃ' و ما یزال الرجل یصدق و یتحری الصدق حتی یکتب عند اللہ صدیقا و ایاکم والکذب' فان الکذب یھدی الی الفجور و ان الفجور یھدی الی النار' وما یزال الرجل یکذب و یتحری الکذب حتی یکتب عند اللہ کذابا ۔ (متفق علیہ واللفظ لمسلم' البخاری (۱۰ / ۵۰۷' فتح الباری) کتاب الادب ' باب قول اللہ تعالیٰ : (یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین) و ما نھی عن الکذب ' و مسلم (۲۰۱۳/۴)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمیشہ سچ بولو' سچائی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ جو شخص سچ بولتا اور سچ کی کوشش کرتا رہتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو' بے شک جھوٹ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم میں لے جاتے ہیں۔ جو شخص ہمیشہ جھوٹ بولتا اور جھوٹ کی کوشش کرتا رہتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔''

۷۔ عن سعد بن ابی وقاص قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یطبع المومن علی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

كل خلة غير الخيانة والكذب. (رواه البزار و سنده قوى كما فى فتح البارى ١٠/٥٠٨، و انظر فيض القدير ٦/٤٦٣)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مومن کو خیانت اور جھوٹ کے علاوہ ہر وصف اور خصلت پر پیدا کیا جاتا ہے۔''

مذکورہ بالا احادیث سے مستنبط مسائل

(۱) جھوٹ بولنا نفاق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

(۲) چھوٹوں کے ساتھ جھوٹ بولنا بھی جھوٹ شمار ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس بارے میں چھوٹے بڑے میں کوئی فرق نہیں۔

(۳) جھوٹے بادشاہ کی سزا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے ہم کلام نہ ہوں گے، نہ اس کی طرف دیکھیں گے اور نہ اسے گناہوں سے پاک کریں گے۔

(۴) جھوٹ بے سکونی اور سچائی اطمینان کا سبب ہے۔

(۵) حدیث میں جھوٹ بولنے والے کی سزا بھی بیان ہوئی ہے۔

(۶) مومن کو چاہئے کہ وہ جھوٹ سے بچے۔

(۷) مومن کا جھوٹ بولنا مستبعد ہے۔

جن صورتوں میں جھوٹ بولنے کی اجازت ہے

عن ام كلثوم بنت عقبة بن ابى معيط ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ليس الكذاب الذى يصلح بين الناس و يقول خيرا او ينمى خيرا. (البخارى ٥/٢٩٩، فتح البارى كتاب الصلح، باب ليس الكاذب الذى يصلح بين الناس. و مسلم ٤/٢٠١١، كتاب البر و الصلة والادب، باب تحريم الكذب و بيان المباح منه)

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''وہ شخص (شرعاً) جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرانے کی خاطر اچھی بات کہے یا کسی کی طرف کوئی اچھی بات منسوب کرے''

ابن شہاب کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ صرف تین صورتوں میں جھوٹ بولنے کی اجازت ہے۔ لڑائی کے موقعہ پر، لوگوں کے درمیان صلح کرانے کی خاطر اور میاں بیوی کا ایک دوسرے سے۔

امام غزالی فرماتے ہیں: گفتگو مقاصد کے حصول کا ذریعہ ہوتی ہے۔ ایسا مقصد جس کا حصول سچ اور جھوٹ دونوں طرح ہو سکتا ہو ایسی صورت میں جھوٹ بولنا حرام ہے اور اگر کوئی جائز مقصد ایسا ہو جس کا حصول صرف جھوٹ ہی سے ممکن ہو تو ایسی صورت میں جھوٹ بولنا مباح ہے۔ بشرطیکہ اس مقصود کا حصول شرعاً مباح ہو اور اگر مقصود واجب ہو تو جھوٹ بولنا واجب ہے مثلاً مسلمان کی جان بچانا واجب ہے، جب کوئی مسلمان کسی ظالم سے چھپا ہوا ہو، ایسی صورت میں سچ بولنے کا نتیجہ اس مسلمان کی جان کے ضیاع کی صورت میں نکلے گا، لہٰذا ایسے حالات میں جھوٹ بولنا واجب ہے۔

اسی طرح لڑائی یا اصلاح بین الناس کا مقصود و مطلوب حاصل کرنے کے لئے جھوٹ ناگزیر ہو تو جھوٹ بولنا مباح ہے۔ تاہم حتی الامکان جھوٹ سے احتراز کی پوری کوشش کرنی چاہئے کیونکہ جب انسان ایک دفعہ کسی ضرورت کے لئے جھوٹ بولے تو خدشہ ہے کہ وہ مجبوری کی صورت کے علاوہ عام حالات میں بھی جھوٹ بولنے لگے گا۔ جھوٹ بولنا بنیادی طور پر حرام ہے البتہ (شرعی) ضرورت کے پیش نظر جائز ہے۔ (احیاء علوم الدین ۳/۱۳۷، ریاض الصالحین ص۵۸۶)

بعض اہل علم نے مذکورہ بالا حدیث میں جواب کذب کو توریہ اور تعریض کے معنی پر محمول کیا ہے۔ مثلاً کوئی شخص کسی ظالم سے کہے کہ میں کل آپ کے حق میں دعا کی تھی جب کہ اس سے اس کی مراد یہ ہو کہ میں ''اللھم اغفر للمسلمین'' کہا تھا۔

اسی طرح کوئی شخص اپنی بیوی سے کوئی چیز دینے کا وعدہ کرے اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو دوں گا یا وہ بیوی کے سامنے محض اپنی قوت خرید کا اظہار کرنا چاہتا ہو۔

اہل علم کا اتفاق ہے کہ زوجین کے آپس میں ایک دوسرے سے جھوٹ بولنے سے مراد یہ ہے کہ اس سے کسی کی حق تلفی نہ ہوتی ہو یا ناحق کچھ لینا مقصود نہ ہو۔

اسی طرح لڑائی میں اگر کسی کو امان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دی گئی ہو تو جھوٹ کی اجازت نہیں۔ البتہ اہل علم نے متفقہ طور پر اضطراری صورت میں جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے۔ مثلاً کوئی ظالم کسی شخص کو قتل کرنا چاہتا ہے اور وہ مظلوم کسی کے ہاں چھپا ہوا ہے تو اس کی جان بچانے کے لئے وہ اس کے اپنے پاس ہونے کا انکار کر سکتا ہے اور قسم بھی اٹھا سکتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ گناہ گار نہ ہو گا۔ واللہ اعلم (فتح الباری ج ۵ ص ۳۰۰)

بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ صرف تین صورتوں میں ہی جھوٹ بولنے کی اجازت ہے جن کا ذکر اس حدیث میں آیا ہے۔ اس لئے کہ لشکر امت اسلام کے لئے محافظ ہوتا ہے اور اختلاف ہر مصیبت کی بنیاد ہوتا ہے اور زوجین کے باہمی تنازع سے پورا خاندان متاثر ہوتا ہے چونکہ یہ چیزیں معاشرہ کی بنیاد ہیں اس لئے ان صورتوں میں جھوٹ کی اجازت ہے۔ واللہ اعلم

کفار کے ساتھ مشابہت کی مذمت

اللہ تعالیٰ نے ہمیں صراطِ مستقیم پر یعنی دین کے مطابق عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور گم راہ اور راہ راست سے بھٹکے ہوئے لوگوں کی راہ سے منع کیا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں اس کے بہت سے دلائل ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں:

آیات قرآنیہ

ولقد آتینا بنی اسرائیل الکتاب والحکم والنبوۃ و رزقنا ھم من الطیبات و فضلنا ھم علی العالمین ۔ و آتینا ھم بینات من الامر فما اختلفوا الا من بعد ما جاء ھم العلم بغیا بینھم ان ربک یقضی بینھم یوم القیامۃ فیما کانوا فیہ یختلفون۔ ثم جعلناک علی شریعۃ من الامر فاتبعھاولا تتبع اھواء الذین لا یعلمون۔(الجاثیۃ: ۱۶۔۱۸)

"ہم نے قبل ازیں بنی اسرائیل کو کتاب، حکومت اور نبوت عطا کی تھی۔ نیز ہم نے انہیں عمدہ نعمتوں سے نوازا اور ہم نے انہیں دنیا بھر کے لوگوں پر فضیلت عطا کی اور ہم نے انہیں دین کے معاملہ میں واضح ہدایات دی تھیں پھر جو اختلاف ان کے درمیان رونما ہوا وہ (ناواقفیت یا لاعلمی کی وجہ سے نہیں بلکہ) علم آ جانے کے بعد ہوا اور اس بنا پر ہوا کہ وہ ایک دوسرے پر زیادتی کرنا چاہتے تھے۔ بے شک آپ کا رب قیامت کے دن ان کے درمیان مختلف فیہ امور کا فیصلہ کرے گا۔ اس کے بعد اے نبی، ہم نے آپ کو دین کی واضح شاہراہ پر چلایا ہے۔ پس آپ اس کی پیروی کریں اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں جو نہیں جانتے۔"

۲۔ والذین آتیناھم الکتاب یفرحون بما انزل الیک و من الاحزاب من ینکر بعضہ قل انما امرت ان اعبد اللہ و لا اشرک بہ الیہ ادعوہ و الیہ مآب۔ و کذلک انزلناہ حکما عربیا و لئن اتبعت اھوائھم بعدما جائک من العلم مالک من اللہ من ولی ولا واق۔ (الرعد ۳۶۔۳۷)

"اور وہ لوگ جنہیں ہم نے پہلے کتاب دی تھی، وہ اس کتاب سے، جو ہم نے آپ پر نازل کی ہے، خوش ہیں اور مختلف گروہوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اس کی بعض باتوں کو نہیں مانتے، آپ صاف صاف کہہ دیں کہ مجھے تو صرف اللہ کی بندگی کا حکم دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ شرک سے منع کیا گیا ہے۔ میں لوگوں کو بھی اسی کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے اسی ہدایت کے ساتھ ہم نے یہ فرمان عربی آپ پر نازل کیا ہے اب اگر آپ نے اس کے علم کے باوجود جو آپ کے پاس آ چکا ہے لوگوں کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ کے مقابلے میں آپ کا کوئی بھی حامی و مددگار نہ ہو گا اور نہ کوئی آپ کو اس کی پکڑ سے بچا سکے گا۔"

۳۔ ولن ترضی عنک الیھود ولا النصاری حتی تتبع ملتھم قل ان ھدی اللہ ھو الھدی ولئن اتبعت اھوائھم بعد الذی جائک من العلم مالک من اللہ من ولی ولا نصیر۔ (البقرۃ:۱۲۰)

"یہ یہودی اور عیسائی آپ سے اس وقت تک ہرگز خوش نہ ہوں گے جب تک کہ آپ ان کے طریقے پر نہ چلیں۔ آپ ان سے صاف صاف کہہ دیں کہ ہدایت اور صحیح راستہ وہی ہے جو اللہ کا بتایا ہوا ہے اور اگر اللہ کی طرف سے علم آ جانے کے بعد بھی آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ کے مقابلے میں آپ کا کوئی دوست یا مددگار نہیں آ سکے گا"

الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق ولا یکونوا کالذین اوتوا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الکتاب من قبل فطال علیهم الامد فقست قلوبهم و کثیر منهم فاسقون۔ (الحدید:۱۶)

"کیا ایمان والوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر اور اس کے نازل کردہ حق کے لئے جھک جائیں اور ڈر جائیں اور وہ ان لوگوں کی مانند نہ ہو جائیں جنہیں اس سے پہلے کتاب دی گئی تھی تو ایک طویل وقت گذرنے کے بعد ان کے دل سخت ہو گئے اور آج ان سے اکثر فاسق بنے ہوئے ہیں"

احادیث مبارکہ:

۱۔ عن علی رضی الله عنه فعه : ایاکم ولبوس الرهبان، فانه من تزیا بهم او تشبه فلیس منی۔ (اخرجه الطبرانی باسناد لا باس به کما فی (فتح الباری، الحجاب ص:۹۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے "تم راہبوں کے لباس سے بچو، بے شک جو شخص ان جیسا لباس پہنے یا ان کی مشابہت اختیار کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔"

۲۔ عن ابی هریرة رضی الله عنه قال : قال النبی صلی الله علیه وسلم : ان الیهود و النصاری لا یصبغون فخالفوهم۔ (متفق علیه البخاری ۱۰/۳۵۴، اللباس باب الخضاب، و مسلم ۳/۱۶۶۳، اللباس والزینة، باب ماجاء فی مخالفة الیهود فی الصبغ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بے شک یہودی اور عیسائی اپنے بالوں کو نہیں رنگتے، تم ان کی مخالفت کیا کرو۔"

۳۔ عن عبدالله بن عمرو بن العاص قال رای رسول الله صلی الله علیه وسلم علیّ ثوبین معصفرین فقال: ان هذه من ثیاب الکفار فلا تلبسها۔ (اخرجه مسلم ۳/۱۶۴۷، کتاب اللباس والزینة، باب ما جاء فی النهی عن لبس الرجل الثوب المعصفر)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کیملے سے رنگے ہوئے زرد رنگ کے دو کپڑے دیکھے تو فرمایا "اس قسم کے کپڑے کفار کے ہوتے ہیں یہ نہ پہنا کرو۔"

۴۔ عن عبدالله بن عمر قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : بعثت بین یدی الساعة بالسیف حتی یعبد الله و حده لا شریک له و جعل رزقی تحت ظل رمحی، و جعل الذل والصغار علی من خالف امری و من تشبه بقول فهو منهم۔ (رواه احمد فی، المسند ۲/۵۰ و ۹۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مجھے قیامت سے قبل تلوار دے کر مبعوث کیا گیا ہے تاکہ صرف اللہ کی عبادت کی جائے اور میرا رزق میرے نیزے کی انی میں ہے۔ جو لوگ میرے امر کی مخالفت کریں گے، ذلت و رسوائی ان کا مقدر ہے اور جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرے وہ انہی میں سے ہے۔"

۵۔ عن ابن عمر رضی الله عنهما قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : خالفوا المشرکین احفوا الشوارب واوفوا اللحی۔ (متفق علیه، البخاری ۱۰/۳۴۹، اللباس، باب تقلیم الاظافر، و مسلم ۱/۲۲۲، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مشرکین کی مخالفت کرتے ہوئے مونچھیں منڈواؤ اور داڑھیاں رکھو"

۶۔ عن عمرو بن العاص ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : فصل ما بین صیامنا و صیام اهل الکتاب اکلة السحر۔ (رواه مسلم ۱۰۹۶، الصیام، باب فضل السحور تاکید استحبابه، و ابو دائود ۲/۳۰۲، الصوم، باب توکید السحور و غیرهما)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ہمارے اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان فرق صرف سحری کھانے کا ہے" (وہ سحری نہیں کھاتے)

۷۔ عن جریر بن عبدالله قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: اللحد لنا والشق لغیرنا۔ (رواه احمد فی المسند

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۴/۳۵۷‘ والطحاوی فی مشکل الاثار ۴/۴۸‘ و غیرھما و ھو صحیح لطرقة و انظر ‘ (احکام الجنائز ص: ۱۴۵)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”لحد“ ہمارے لئے اور ”شق“ دوسروں کے لئے۔“

لحد اور شق قبر کی دو قسمیں ہیں۔

ایک بڑا گڑھا کھود کر میت کو رکھنے کے لئے درمیان میں گڑھا کھودا جائے تو وہ قبر ”لحد“ کہلاتی ہے اور بڑا گڑھا کھود کر اس کے پہلو میں گڑھا کھودا جائے تو اسے ”شق“ کہتے ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے ”یہود کی طرح سلام نہ کیا کرو۔ وہ سر‘ ہاتھ اور اشارے سے سلام کرتے ہیں۔“

۹۔ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال : سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول : (لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسیٰ بن مریم ‘ انما انا عبداللہ فقولوا : عبداللہ و رسولہ) (رواہ البخاری ۱۰/۴۷۸‘ کتاب الانبیاء ‘ باب قولہ تعالیٰ ۔ (یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق ....)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ”تم مجھے عیسائیوں کی طرح حد سے نہ بڑھانا۔ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں از حد غلو کیا تھا۔ میں تو اللہ کا بندہ ہوں تم مجھے اللہ کا بندہ اور رسول کہا کرو۔“

۱۰۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : لا یزال الدین ظاھرا ما عجل الناس الفطر لان الیھود و النصاریٰ یوخرون۔ (رواہ احمد ۲/۴۵۰‘ و حسن اسنادہ شیخنا فی الحجاب ص:۸۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جب تک لوگ روزہ جلدی افطار کرتے رہیں گے دین غالب رہے گا کیونکہ یہودی اور عیسائی دیر کردیتے ہیں۔“

۱۱۔ عن عائشة و ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما حضرته الوفاة جلس یلقی علی وجهه طرف خمیصة له فاذا اغتم کشفها عن وجهه وهو یقول : (لعنة الله علی الیهود والنصاریٰ اتخذوا قبورا انبیائهم مساجد) تقول عائشة : (یحذر مثل الذی صنعوا) (رواہ البخاری ۸/۱۴۰‘ المغازی‘ باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلام ووفاتہ)

حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب تھا تو آپ اپنے چہرے پر اپنی چادر کا پلو کر لیتے‘ جب تکلیف میں کچھ افاقہ ہوتا تو چادر کو چہرے سے ہٹاتے اور فرماتے یہود اور عیسائیوں پر اللہ کی لعنت ہو انہوں نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ”آپ یہ فرما کر اپنی امت کو ان جیسا کام کرنے سے ڈراتے تھے۔“

مشرکین کی مخالفت کے بارے میں مذکورہ بالا دلائل سے مستنبط بعض مسائل

☆ ثابت ہوا کہ بے علم لوگوں کی خواہشات اور ان کی راہ پر چلنا منع ہے۔

☆ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت اور ہدایات کا انکار کرتے ہیں‘ علم آجانے کے بعد ان کی خواہشات کی اتباع سے بچنا چاہیے۔

☆ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہودی اور عیسائی اس وقت تک راضی یا خوش نہیں ہوں گے جب تک کہ ان کی ملت و شریعت کی پیروی نہ کی جائے۔

☆ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بنیادی یا فروعی کسی بھی چیز میں غیر مسلموں کی مشابہت منع ہے۔

☆ یہ بھی ثابت ہوا کہ راہبوں جیسا لباس پہننا منع ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں سے برات کا اعلان و اظہار کیا ہے۔

☆ حکم دیا گیا ہے کہ داڑھی کو رنگ کر یہود اور عیسائیوں کی مخالفت کی جائے کیونکہ وہ لوگ داڑھیاں نہیں رنگتے۔

☆ کفار جیسے لباس سے بھی منع کیا گیا ہے۔

☆ اس میں کفار سے مشابہت کی ممانعت ہے اور بیان ہے کہ جو شخص ان جیسا عمل کرے وہ انہی میں سے شمار ہوگا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

☆ یہ بھی حکم ہے کہ مشرکین کی مخالفت میں داڑھیاں پوری رکھیں اور مونچھیں صاف کرائیں۔

☆ اس میں سحری کھانے کی ترغیب بھی ہے۔ نیز یہ کہ سحری کھانا امت محمدیہ کی خصوصیت ہے نیز یہ عمل ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان فارق ہے۔

☆ شارع علیہ السلام نے میت کو دفن کرنے کے سلسلہ میں قبر کے متعلق ترغیب دی ہے کہ ہمارے لئے لحد ہے اور شق دوسرے کیلئے۔ واضح رہے کہ علاقے اور زمین کے لحاظ سے لحد یا شق بنائی جاسکتی ہے اور دونوں قسم کی قبر میں میت کو دفن کرنا جائز ہے۔

☆ سر' ہاتھ اور اشارے سے سلام کرنا منع ہے اس لئے کہ یہ طریقہ یہودیوں کا ہے۔

☆ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عیسائیوں نے حد سے تجاوز کیا تھا۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں حد سے تجاوز سے منع کیا گیا ہے۔

☆ یہ بھی ثابت ہوا کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔

☆ یہود اور عیسائیوں کی مخالفت میں ہمیں روزہ جلدی افطار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

☆ قبروں کو سجدہ گاہ بنانا منع ہے جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے ایسا کیا تھا' وغیرہ وغیرہ۔

شریعت اسلامیہ میں مزاح کا حکم

مزاح سے مراد کسی سے شغل کرنا ہے۔ اس سے اس کا دل دکھانا یا ایذاء دینا مقصود نہ ہو بلکہ دل خوش کرنا اور محبت کا اظہار ہو۔ اس مفہوم کی روشنی میں مزاح اور استہزاء میں فرق ہے۔

مزاح کی ضرورت

انسان کا ہمیشہ ایک ہی انداز اور ایک طریقے پر چلتے رہنا بسا اوقات ملال و رنج کا باعث بنتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ وعظ و نصیحت کرنے میں ہمارا خیال رکھا کرتے تھے تاکہ ہم اکتا نہ جائیں۔ (صحیح بخاری کتاب العلم)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: مجھے پتہ چلا ہے کہ تم ساری ساری رات قیام کرتے اور دن کو روزے رکھتے ہو۔ میں نے کہا: جی ہاں' تو آپ ﷺ نے فرمایا" یوں نہ کیا کرو۔ رات کو قیام بھی کیا کرو اور آرام بھی۔ کبھی روزے رکھ لیا کرو اور کبھی چھوڑ دیا کرو۔ تمہارے جسم کا تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے۔" (صحیح بخاری کتاب الادب' باب حق الضیف' صحیح مسلم 'کتاب الصیام' باب النہی عن صوم الدھر)

اس حدیث کی تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان پر اس کے جسم' اولاد اور دوستوں وغیرہ کے حقوق ہیں۔ انسان کو اپنی زندگی کے معمولات میں معتدل ہونا چاہئے۔ دل کو خوش رکھنا بھی از حد ضروری ہے۔ ہر وقت ایک ہی انداز پر رہنا انسان کے لئے ناممکن اور مشکل ہوتا ہے۔

حضرت حنظلہ اسیدیؓ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں آئے اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ ﷺ کی خدمت میں آتے ہیں۔ آپ ﷺ ہمیں جنت اور دوزخ کے متعلق بیان کرتے ہیں تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنی آنکھوں سے جہنم اور جنت کو دیکھ رہے ہیں۔ لیکن آپ ﷺ کی مجلس سے جانے کے بعد جب ہم اپنی بیویوں' اولاد اور دیگر مصروفیات میں مشغول ہوتے ہیں تو اکثر باتیں ذہن سے نکل جاتی ہیں اور ہمیں بھول جاتی ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اس اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے' میرے پاس تمہاری جو حالت ہوتی ہے اگر ہر وقت تمہاری وہی کیفیت رہے اور تم اللہ کے ذکر میں مصروف رہو تو اللہ کے فرشتے تمہارے بستروں پر اور راستوں میں تم سے مصافحے کریں۔ لیکن حنظلہ یہ وقت وقت کی بات ہوتی ہے۔ (یہ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا (صحیح مسلم 'کتاب التوبہ)

بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ جس طرح انسان کا جسم تھک جاتا ہے اسی طرح دل بھی تھکاوٹ اور اکتاہٹ محسوس کرتا ہے۔ اس لئے صحیح اور جائز مزاح کے ذریعے دوسروں کے دل کو خوشی پہنچائی جاتی ہے۔ اس سے آپس کے مخلصانہ تعلقات مزید پختہ اور مضبوط ہوتے ہیں نیز اس سے خوشی اور محبت کی تجدید ہوتی ہے۔ مزاح کرنا آنحضرت ﷺ سے بھی ثابت ہے۔ اسکی بعض مثالیں بطور نمونہ ہم آئندہ ذکر کریں گے۔ اس لئے ائمہ کرام نے بیان کیا ہے کہ مزاح سے مکمل پرہیز اور اجتناب بھی سنت و سیرت نبویہ کے خلاف ہے حالانکہ ہمیں سنت اور سیرت نبویہ کی اتباع و اقتداء کا حکم دیا گیا ہے۔

واضح رہے کہ اس سلسلہ میں ایک حدیث جو بایں الفاظ مروی ہے: "انه قال : لا تمار اخاك ولا تمازحه۔"

(رواہ الترمذی (۴/۳۵۹)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تم اپنے بھائی سے شغل اور مزاح نہ کرو"

یہ حدیث سنداً ضعیف ہے۔اس کا ایک راوی لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے۔بالفرض یہ حدیث صحیح ہو بھی تو اس سے ایسا مزاح مراد ہوگا جس میں افراط یا حد سے تجاوز ہو اور آدمی ہمیشہ ایسا کرتا ہو یا فضول مزاح مراد ہوگا۔ایسی صورتوں میں مزاح کرنا شرعاً ممنوع ہے۔

یہ بات پیش نظر رہے کہ مزاح میں ہمیشہ سچ ہونا چاہئے۔اس میں جھوٹ کی آمیزش قطعاً نہ ہو۔مزاح کے طور پر جھوٹ بولنے کے لئے شدید وعید آئی ہے۔اور مزاح میں جھوٹ ترک کرنے والے کے حق میں ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص مزاح میں جھوٹ ترک کردے، میں اس کیلئے جنت کے وسط میں ایک محل کی ضمانت دیتا ہوں"

"وعن بهز بن حكيم عن ابيه عن جده قال :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :((ويل للذى يحدث بالحديث ليضحک به القوم فيكذب، ويل له ويل له)) (الترمذی ۴/۵۵۷)

بہز بن حکیم کے دادا فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ: "جو شخص لوگوں کو ہنسانے کی خاطر جھوٹ بولتا ہے اس کے لئے ہلاکت ہے، تباہی ہے، بربادی ہے"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاح کی چند مثالیں

حضرت صہیبؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں آیا۔آپ ﷺ کے سامنے روٹی اور کھجوریں تھیں۔آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا "قریب آجاؤ اور کھاؤ۔" میں کھجوریں کھانے لگا۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم کھجوریں کھا رہے ہو، تمہاری تو آنکھیں دکھتی ہیں؟" میں نے کہا: "یا رسول اللہ ﷺ! میں دوسری طرف سے چبا رہا ہوں۔" یہ سن کر آپؐ مسکرا پڑے۔(سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب الحمیة)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے کہا: "یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی سواری عنائت فرمائیں۔" نبی ﷺ نے فرمایا: "ہم تجھے اونٹنی کا بچہ دے دیں گے۔" وہ بولا: "میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا؟" تو نبی ﷺ نے فرمایا: "اونٹنی ہی تو اونٹ کو جنم دیتی ہے" (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب ماجاء فی المزاح، جامع ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی المزاح)

حسن فرماتے ہیں کہ ایک بڑھیاؓ کی خدمت میں آئی، اس نے کہا: یا رسول اللہؐ! "دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل کریں" آپ ﷺ نے فرمایا: "اے فلاں! جنت میں بوڑھے داخل نہیں ہوں گے۔" وہ روتے ہوئے واپس جانے لگی تو آپ ﷺ نے فرمایا "اسے بتاؤ کہ یہ بڑھاپے کی حالت میں جنت میں نہیں جائیگی" اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"انا انشاناهن انشاء فجعلناهن ابكارا۔ عربا اترابا" (الواقعہ: ۳۵۔۳۷)

"بے شک ہم ان عورتوں کو نئے سرے سے پیدا کریں گے اور انہیں باکرہ بنادیں گے جو خوش اطوار اور اپنے شوہروں کی ہم عمر ہونگی" (شمائل ترمذی ۲/۳۸)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی، جس کا نام زاہر بن حرام تھا، وہ دیہات سے نبی ﷺ کیلئے تحائف اور ہدایا لایا کرتا تھا۔اور آنحضرت ﷺ بھی اسے کچھ نہ کچھ عنائت فرمایا کرتے۔نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "زاہر ہمارا دیہاتی دوست ہے اور ہم اسکے شہری دوست ہیں۔" آپ ﷺ کو اس سے محبت تھی۔ایک دن آپ ﷺ نے اسے دیکھا، وہ کچھ سامان فروخت کررہا تھا۔آپ ﷺ نے اسے پیچھے سے اپنے بازوؤں میں لے لیا۔وہ دیکھ نہ سکتا تھا کہ یہ کون ہے۔وہ بولا، کون ہو؟ مجھے چھوڑو۔اس نے مڑ کر دیکھا تو آپ ﷺ کو پہچان لیا۔پہچاننے کے بعد چھڑانے کے بجائے وہ کوشش کرکے اپنی کمر نبی ﷺ کے سینہ سے لگانے لگا۔اور نبی ﷺ آوازیں دینے لگے: مجھ سے اس غلام کو کون خریدے گا؟ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میری آپ کو بہت کم قیمت ملے گی تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لیکن اللہ کے ہاں تم بڑے قیمتی ہو، تمہاری قیمت کم نہیں ہے" (شرح السنہ البغوی، ج ۳، ص ۱۸۱، شمائل ترمذی ج ۲ ص ۳۵)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ اور سودہ بنت زمعہؓ میرے ہاں تشریف فرما تھے۔میں نے حریرہ (کھانا) تیار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرکے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔اور میں نے سودہ سے کہا"آپ بھی کھائیں"وہ بولیں:"یہ مجھے اچھا نہیں لگتا۔"میں بولی:"اللہ کی قسم!تمہیں کھانا ہوگا ورنہ میں اسے تمہارے چہرے پر مل دوں گی۔"وہ کہنے لگیں:"میں اسے چکھوں گی بھی نہیں۔"میں نے پیالے میں سے کچھ کھانا لیکر سودہ کے چہرے پر مل دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان بیٹھے تھے۔آپؐ نے اپنے گھٹنے جھکادیے تاکہ وہ مجھ سے بدلہ لے سکے۔اس نے بھی پیالے سے کچھ کھانا لیا اور میرے چہرے پر مل دیا۔یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے رہے(کتاب الفکاہہ'مسند ابی یعلی)

حضرت عبداللہ بن حارثؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ'عبیداللہ اور کثیر بن عباس کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:"جو میرے پاس پہلے آئے اسے فلاں چیز دوں گا" چنانچہ وہ گرتے پڑتے آپ ﷺ کی طرف دوڑے اور آکر آپ ﷺ کی پشت مبارک اور سینہ مبارک پر لوٹنے لگے اور آپ ﷺ انہیں بوسے دیتے اور معانقہ کرتے تھے۔(مسند احمد' ج ا'ص ۲۱۴'مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۱)

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبیؐ حضرت حسن بن علیؓ کیلئے اپنی زبان مبارک باہر نکالتے'بچہ آپ ﷺ کی زبان دیکھتا تو جلدی سے ادھر متوجہ ہوتا(اخلاق النبی لابی الشیخ ص ۸۶' شرح السنہ امام بغوی ج ۱۳ ص ۱۸۰)

حضرت عائشہ سے روایت ہے' ایک دفعہ سفر میں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھی۔ان دنوں میں نوعمر تھی اور میرا جسم بھاری نہیں ہوا تھا۔آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا!آگے چلو'لوگ آگے چلے گئے تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:آؤ دوڑ لگائیں۔ہم نے دوڑ لگائی تو میں آگے نکل گئی۔آپ ﷺ خاموش ہو گئے اسکے بعد ایک اور موقعہ پر میں آپ ﷺ کی ہم سفر تھی۔میرا جسم بھاری اور بوجھل ہو چکا تھا۔میں پہلی بات بھول چکی تھی۔آپ ﷺ نے لوگوں کو آگے جانے کا حکم دیا۔لوگ آگے نکل گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: آؤ دوڑ لگائیں۔مقابلہ ہوا تو اس دفعہ آپ ﷺ آگے نکل گئے تو آپ ﷺ نے ہنستے ہوئے فرمایا:یہ اس کا بدلہ ہو گیا۔(مسند احمد ج ۶'ص ۲۶۴'سنن ابی داؤد کتاب الجہاد'سنن ابن ماجہ'کتاب النکاح)

حضرت انس بن مالکؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق سب لوگوں سے عمدہ تھے۔میرا ایک بھائی ابو عمیر چھوٹا تھا۔جب آنحضرت ﷺ تشریف لاتے تو اس سے شغل فرماتے اور کہتے ابو عمیر!مولے نے کیا کیا؟(صحیح مسلم'کتاب الادب)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک سفر میں تھے۔ایک سیاہ فام غلام'انجشہ حدی خوانی کررہا تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا:انجشہ!ذرا خیال کرو'ہمارے ہمراہ آبگینے (خواتین)ہیں۔(صحیح بخاری'کتاب الادب' صحیح مسلم کتاب الفضائل)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مجھے بطور مزاح فرمایا: "ارے دو کان والے!"(جامع ترمذی'شمائل ترمذی'سنن ابی داؤد'شرح السنہ)

صحابہ کرام ایک دوسرے کی طرف ہندوانے پھینکا کرتے تھے۔معلوم ہوا کہ وہ بھی انسانوں جیسے انسان ہی تھے۔(الادب المفرد' امام بخاری ص ۱۰۳)

تعریض اور اس کا حکم

کھلم کھلا بات کرنے کو تصریح کہتے ہیں۔اس کے برعکس بات ہو تو اسے تعریض کہا جاتا ہے۔(۱)

اوپر رسول اللہ ﷺ کے مزاح کی جو مثالیں بیان ہوئی ہیں'شاید ان میں سے بعض کا تعلق تعریض یا توریہ سے ہو۔بہر حال یاد رکھنا چاہئے کہ"توریہ اور تعریض"یا بعض مخفی اغراض و مقاصد اور مزاح دوسرے کو خوش کرنے کیلئے ہی مباح ہے لیکن اگر مزاح یا تعریض سے دوسروں کو ایذا پہنچتی ہو یا کسی پر ظلم ہوتا ہو یا اسکے ذریعہ حق کو باطل یا باطل کو حق قرار دیا جا رہا ہو تو اس کی نہ صرف اجازت نہیں بلکہ حرام ہے۔مزاح اور تعریض سے اپنے حق کا حصول یا ظالم کے ظلم سے تحفظ مقصود ہو تو اس کی اجازت ہے۔

جیسا کہ واقعہ ہجرت میں دوران سفر حضرت ابوبکر صدیقؓ کا کوئی واقف کار انہیں ملا وہ رسول اللہ ﷺ کو نہیں پہچانتا تھا۔اس نے ابوبکرؓ سے پوچھا"معک ھذا؟"یہ آپؓ کے ہمراہ کون ہیں؟تو انہوں نے ذومعنی جواب دیا: ((رجل یھدینی السبیل))کہ یہ شخص راستہ کی رہنمائی کرتا ہے۔مخاطب سمجھا کہ حضرت ابوبکرؓ جدھر جارہے ہیں'یہ اس راہ کی راہنمائی کرنے والا ہے۔جبکہ حضرت ابوبکرؓ کی مراد کچھ اور تھی۔ایسی ذومعنی بات کو"تعریض یا توریہ"کہا جاتا ہے۔شرعاً اس کی اجازت ہے۔(مترجم)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ بھی ضروری ہے کہ مزاح کرنے والا اللہ کے دین کے بارے میں مزاح نہ کرے بہت زیادہ مزاح سے بھی اجتناب کرنا چاہیئے کیونکہ اسکی کثرت سے انسان کی مروت اور وقار مجروح ہوتا ہے۔

کثرت مزاح کے مفاسد

☆ مزاح کی کثرت انسان کو اللہ کی یاد سے غافل کرتی ہے۔

☆ کثرت مزاح کے سبب انسان دین کے اہم امور اور دین کے تفکر سے غافل ہو جاتا ہے۔

☆ اس سے دل سخت ہو جاتا ہے۔

☆ اس سے بغض و حسد پیدا ہوتا ہے۔

☆ اس سے انسان کی سنجیدگی اور وقار کو زوال آجاتا ہے۔

☆ کثرت مزاح کثرت ضحک کا سبب ہے۔ کثرت ضحک کے نتیجہ میں دل سخت اور اللہ کی باد سے غافل ہو جاتا ہے۔

☆ زیادہ مزاح کرنے والے کی بات پر اعتماد کرنا مشکل ہوتا ہے۔ سننے والے اسکی سنجیدگی یا مزاح میں تمیز نہیں کرسکتا۔

خلاصہ

یہ کہ جب مزاح سچ پر مشتمل اور مذکورہ مفاسد سے پاک ہو تو اس کی اجازت ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم دوزخ اور اس کے عذاب اور جنت اور اسکی نعمتوں کو ہروقت یاد رکھیں اور ان کی طرف سے غافل نہ ہوں اور ہمیں آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان ہروقت پیش نظر رکھنا چاہیئے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

یا امة محمدا! واللہ لوتعلمون ما اعلم لبکیتم کثیرا ولضحکتم قلیلا' الاھل بلغت۔

(متفق علیہ: البخاری (۲/۵۲۹)، فتح الباری، کتاب الکسوف، باب الصدقة، ومسلم (۲/۲۱۸)

"اے امت محمد ﷺ اللہ کی قسم! میں جو کچھ جانتا ہوں اگر تم بھی جان لو تو تم زیادہ روؤگے اور بہت کم ہنسوگے۔ خبردار میں دین کے احکام تم تک پہنچا چکا"

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہماری تحریر مکمل ہوئی یہ سب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے۔ اس میں جو کچھ صحیح اور درست ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے اور اس میں جو غلطی ہو وہ میری طرف سے ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے اپنی لغزش کی معافی کا خواستگار ہوں۔

والحمدللہ الذی بنعمته تتم الصالحات۔

ابوہریرہؓ (فری) اکیڈمی
داخلہ 15 اپریل تا یکم مئی
ملک بھر میں واحد ادارہ جس میں دینی اور عصری تعلیم یکساں طور
میرٹ
میٹرک فرسٹ ڈویژن/ایف اے
میٹرک رزلٹ کے منتظر طلبہ تین ماہ کے اخراجات (-/2400) جمع کروا کر داخلہ لے سکتے ہیں۔
میٹرک کا رزلٹ آنے اور میرٹ پر پورا اترنے والے طلبہ کو اخراجات میں رعایت دی جائے گی۔
تھرو آؤٹ فرسٹ ڈویژن لینے والے طلبہ کو کمپیوٹر کورس کروایا جائے گا۔
آخری سال میں عربی انگلش بول چال
نصاب
درس نظامی مع بی اے/ایم اے
میاں محمد جمیل اعزازی ناظم ابوہریرہؓ اکیڈمی 37 کریم بلاک اقبال ٹاؤن لاہور۔ فون: 5417233

© rasailojaraid.com